رجسٹرڈ ۷۰۶

تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانے والا اکیلا اخبار

نمبر ۷۰۶

صداقت

ریویو آف ریلیجنز

قادیان دارالامان پنجاب

یہ ہدی اللہ لنورہ من یشاء

۳ جون سنہ ۱۹۱۹ء

جلد (۱۰) | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سوداگر سنگاپور | نمبر (۱۷)

KHILAFAT LIBRARY

روزے کے مسائل

رمضان کا چاند ایک ہی معتبر مسلمان کی شہادت سے سارا شہر قبول کرے۔ لیکن عید کا چاند دو معتبر مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے قبول کیا جائے۔

(۲) سحری آخیر وقت کھانا یعنی صبح صادق سے کچھ دیر پہلے اور افطار غروب ہوتے ہی فوراً کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے یا جماع کر بیٹھے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ قصداً ایسا کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور روزہ توڑنے والے پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(۴) ان عذروں کے سبب سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے مرض۔ سفر۔ حمل۔ دودھ پلانا۔ سخت بھوک کی پیاس جس سے جان جانے کا ڈر ہو۔ بہت بڑھاپا۔ حیض۔ نفاس۔ جب عذر جاتا رہے پھر قضا کرلے یعنی جسقدر روزے چھوٹ گئے ہوں۔ اُسی قدر رکھ لے۔ کبھی رکھنے کی طاقت یا وسعت نہ مل سکے تو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دے

(۵) کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا مکروہ نہیں ہے غسل کرنا یا بھیگے ہوئے کپڑے کا ٹھنڈک کیواسطے پہنا بھی جائز ہے۔

(۶) روزہ دار کو کسی چیز کو چکھنا یا چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے ہاں اگر عورت کا خاوند بدمزاج ہو تو اس عورت کو سالن سے ذرا انگلی تر کرکے نمک چکھ لینا مکروہ نہیں ہے۔

(۷) سینگی لگوانے پچھنے لگوانے اور فصد کھلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۸) خوشبو سونگھنے سے خواہ کسی قسم کی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۹) جھوٹ۔ چغلی اور بدزبانی وغیرہ سے روزہ سخت مکروہ ہو جاتا ہے۔

(۱۰) ہوا کا غبار یا حلق پیستے ہوئے آٹا یا دوا کوٹتے ہوئے دوائی کا غبار حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۱) روزہ میں رات کو نہانے کی ضرورت ہو تو مستحب ہے۔ کہ سحری سے پیشتر نہائے۔ اگر بعد میں نہائے۔ اگر بعد میں نہائے گا تو گو روزہ نہیں ٹوٹتا مگر ثواب کم ہو جاتا ہے۔

(۱۲) قے منہ بھر کے ہو تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے تھوڑی ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ ایسی حالت میں قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ نہیں۔

(۱۳) اگر دانتوں میں رات کے کھانے سے کوئی چیز اٹک رہے ..... اور وہ چنے سے کم ہو۔ تو دن کو اس کے نکل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۴) اگر کسی شخص نے ابر وغیرہ کی حالت میں خیال غروب ہو جانے آفتاب کے روزہ کھول دیا پھر معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب باقی تھا۔ تو قضا لازم آئیگی کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ (بقیہ مضمون صفحہ کالم ۳ پر ملاحظہ ہو)

ضوابط

..... سے

..... ۱۳ ر

..... ۷ گرامی اخبار کے سرپرستوں جائیں گے۔

اس کے علاوہ جو کچھ عنایت کریں گے عطیہ تصور ہوگا۔

(نوٹ)

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف (منیجر)

KHILAFAT LIBRARY

ایسا جوش دلانا پاپ ہے

سیتہ دھرم پرچارک اپنے ۸ اپریل کے اشو میں لکھتا ہے کہ ہندو لوگ پورجوں (سابقہ) کے دکھ (تکلیف) اور مار پیٹ کا پتہ دیکر کہتے ہیں کہ ان (یعنی مسلمانوں) سے گھرنا (نفرت) کرنی چاہیئے اور پھر مار پیٹ کا پتہ دیکر سمجھاتے ہیں کہ ان سے گھرنا کرنا ہی کرتویہ (فرض) ہے۔ ہندوؤں کو جوش دلانے کے لیے ان کے اوپر تک (دلائل) کہ مسلمانوں تمہیں اتیاچار (ظلم) کرتے رہے۔ محمود کتنی بار منسوں کو توڑ کر اور دھاوا کر کے دھن مال لوٹ لے گیا۔ نادر شاہ اور احمد شاہ کی لوٹ مار سے برباد ہوئی تیمور نے سادھارن (معمولی) بات سے کر دوھ (خفہ) ہو کر قتل عام کا حکم دیا اور اسکی سینا (فوج) نردوکو (بے قصور) رعایا کو تلوار کی دھار اوتارتی رہی۔ یہاں تک کہ روڈ (خون) کی ندی بہی کہ تیمور کے تینوں تک پہنچی تب خیمہ دور لگایا گیا پھر بھی دھارا نے پہنچکر خیمہ کی چرن چمبن (قدمبوسی) کی۔ اس پر کار کا اتہاسک گھٹنیاؤں (تاریخی واقعات) سے شردھالوؤں (سامعین) کو بڑا جوش آتا ہے۔ پرنتو (لیکن) ایسا جوش دلانا سروتھا (سراسر) پاپ (گناہ) ہے۔"

ہندوؤں کے جذبات کو بھڑکانے کے لیے

شردھی سوامی دیانند صاحب نے بھی ان مبالغہ آمیز فسانوں سے کام لیا۔ جو ایڈیٹر سیتہ دھرم پرچارک کے نزدیک سراسر پاپ یعنی گناہ ہے ہم خوش ہیں کہ آریہ سماج کے کیمپ سے ایسی خوش آئند آوازیں نکلنے لگی ہیں اور وہ ان مبالغہ آمیز فسانوں کا تذکرہ سراسر گناہ سمجھنے لگے ہیں۔ شکر ہے۔ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہ سمجھنا چاہیئے۔ سیتہ دھرم پرچارک کے ایڈیٹر کی یہ قبدیلی مبارک ہے۔

دیوتاؤں کے نام پر گائے کی قربانی

پھر یہی ہمعصر آگے چلکر صفحہ ۳ کالم ۳ میں لکھتا ہے کہ وہ ہندو جو اہنسا (عدم ایذا رسانی) کو پرم دھرم (اعلیٰ فرض) مانتے تھے پرنتو بھوت (اصلی) ہندو دلوں کے دکھلانے کے اتر کنت (علاوہ) سپشٹ (ظاہر) اور ستھول (ٹھوس) روپ (شکل) سے ہنسک (ایذا رسان) بن گئے بھومی (زمین) پر چلتے پھرتے ہوئے پشو (حیوان) بکرے وغیرہ مارے گئے۔ بھینسے اور جھوٹے اور گوؤ (گائے) تک دیوتاؤں کے نام پر بلی (قربان) کیے گئے اور بڑی ورد شالی (دولت) کے ساتھ نام کے برہمنوں اور پوجاریوں نے گھور نردیتا (بدرجہ غایت سفاکی) کو دھارن کر کے انھیں مارا۔ اور تو اور آریہ جاتی (آریہ قوم) میں آج بہت بڑا بھاگ (حصہ) ماس (گوشت) کا سیون (استعمال) کر رہا ہے۔ نہ کیول (صرف) بھومی (زمین) پر چلنے والے کنتو آکاش (آسمان) میں اڑنے والے پکشی (پرندے) مارے جا رہے ہیں۔ پانی میں تیرنے والی مچھلی پر کار (قسم) کے پرانی (جانور) آریہ جاتی (آریہ قوم) کے سپوتوں اور راہم اور کرشن کے نام لیواؤں کے پیٹ میں پڑ رہے ہیں۔"

اس پر ہمارے کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ گؤکشی کا الزام ہمارے ہندو دوست مسلمانوں پر لگایا کرتے ہیں مگر سیتہ دھرم پرچارک کے دلیر ایڈیٹر صاحب نے صاف صاف لکھدیا ہے۔ کہ ایام سابق میں برہمن اور ہندوؤں کے پوجاری دیوتاؤں کے لیے قربانی کے نام پر اس کے مرتکب ہوتے رہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ فعل ویدوں کی تعلیم کے موافق تھا یا مخالف بہت کچھ قابل غور ہے۔ شاکت متی ویدوں کے علامہ پنڈت اسکا جو جواب دیتے ہیں امید کہ وہ سیتہ دھرم پرچارک کے ایڈیٹر سے پوشیدہ نہ ہوگا۔

دیوتاؤں کے نام پر آدمی کی قربانی

آگے چلکر یہی ہمعصر لکھتا ہے کہ ایسا بھی سما (وقت) آیا کہ یہاں کے برہمن راجاؤں نے روگ آدمی کے سمی (وقت) پر بل (قربانی) دینے کی سمتی (رائے) دیتے رہے اور بل (قربانی) بھی منشیوں (آدمیوں) کی بچوں کی ہے۔ راجن (دوا (بیوہ) کا پوتر (لڑکا) ہو ۱۴ ورکھ (سال) کی آیو (عمر) ہو۔ اسی کے بل (قربانی) سے آپ کو تورنت (فوراً) ہی آرام ہو گا۔"

آگے چلکر یہی ہمعصر لکھتا ہے کہ اس قسم کے فتوے بڑے بڑے پنڈت اور برہمن دیا کرتے تھے اب خیال کی بات ہے کہ وہ لوگ جو ان نونوں تک کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں اب ان کے جانشینوں کی آہنسا پر مودھرما کی آواز کیا حقیقت رکھ سکتی ہے۔

کیا یہ معقول جواب ہے

گورہکی ہمعصر سکھ سپاہی نے اپنے ۲۸ مارچ کے اشو میں لکھا تھا کہ کرنیل ہٹے صاحب نے ایک یہودن سے سکھ رسومات کے مطابق شادی کی۔ اسپر ہمنے اپنے ۱۷ اپریل کے اشو میں لکھا تھا کہ جبتک کرنیل ہٹے سے ہٹے سنگھ نہیں بنتے سکھ رسومات کی پیروی کے کیا معنی؟ اسپر سکھ سپاہی نے اپنے ۸ مئی کے اشو میں تقریباً تین کالم ہمیں برا بھلا کہنے میں صرف کئے ہیں ہم گالیوں کا جواب گالیاں دینا تو پسند نہیں کرتے کوئی معقول پسند آدمی ایک طرفۃ العین کے لیے بھی دلائل کو چھوڑ کر گالیوں کی پیروی نہیں کرے گا۔ اس لیے سکھ سپاہی کو ایسی باتوں کے جواب کی طرف سے تو بالکل مایوس ہو جانا چاہیئے۔ ہاں ان کے تین کالموں میں دلیل کے لیے صرف تین چار سطور ہیں جسکا جواب حاضر ہے۔ سکھ سپاہی لکھتا ہے کہ کرنیل ہٹے عرصہ سے سکھ سنگت میں آتے ہیں اور شری گورو گرنتھ صاحب پر پورن شردھا (اخلاص) رکھتے ہیں اور ہر روز انکے خیالات سکھ مذہب کیطرف زیادہ سے زیادہ مائل ہو رہے ہیں۔"

اب اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ایک آدمی سکھوں سے زیادہ میل جول رکھے بقول سکھ سپاہی گرنتھ صاحب پر بھی حسن ظنی رکھے مگر اب سوال یہ ہے کہ جب تک وہ امرت پان کر کے باقاعدہ سکھ نہیں بنتا اسے ہم سنگھ کہہ سکتے ہیں؟ اور جو سکھ صاحبان کے ہاں نعمت غیر مترقبہ ہے کا عدم و وجود برابر ہو جاتا ہے اور اگر بدوں امرت پان کیے کوئی سنگھ نہیں کہلا سکتا تو کرنیل ہٹے کیا خواہ کوئی جرنیل ہٹے بھی کیوں نہ ہوں۔ ہم اسے سنگھ نہیں کہہ سکتے امید کہ اب ہمارے نئے ہمعصر کی سمجھ مبارک میں یہ بات آگئی ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا موجودہ وید خدا کا کلام ہے؟

KHILAFAT LIBRARY

"اگنی میڑے پروہتم یجے دیوم رتوجم ہوتارم رتن دہاتم"

یہ رگ وید کا پہلا منتر ہے۔ شری سوامی دیانند صاحب نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

"اے اگنی تو گیان سروپ ہے۔ میں آپکی تعریف کرتا ہوں" اب سائنا چارج کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ "میں اگنی کی جو ہوم کا گرو اور بڑا کارکن اور دیوتاؤں کی نذریں پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے تعریف کرتا ہوں۔ مگر ذرا اب لفظی ترجمہ بھی ملاحظہ ہو (اگنم) اگ کو (ایڑے) میں سراہتا ہوں (پرو ہتم) بڑا گرو (یجے) یج کا (دیوم) دیوتاؤں (ہوتارم) یگیہ کی اشیاء لینے والا (رتوجم) یگیہ کا کارکن (رتن دہاتم) بڑا دولت مند ہے"

اب صاف ظاہر ہے کہ اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو پھر اس میں یہ نہ لکھا ہوا ہوتا کہ اگنی یعنی آگ ہمارا بڑا گورو ہے۔ میں اس کی توصیف کے گیت گاتا ہوں۔ بلکہ یہ لکھا ہوا ہوتا کہ اللہ ہی سب کا گورو ہے ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اس مذکورہ بالا منتر میں ذات باری تعالیٰ کا تو کہیں نام نہیں لیا گیا باقی سوامی دیانند صاحب نے یہ لکھا ہے کہ اس جگہ "اگنی" سے مراد الیشور سمجھنا چاہیے۔ اگر سمجھنے کی بات ہے تو الگ امر ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ ایک سماوی صحیفہ کی عبارت واضح اور بین اور کھلی ہونا چاہیے۔ جس میں شک وشبہات کو کوئی دخل نہ ہو۔ بلکہ خدائی کلام کا تو یہ خاصہ ہونا چاہیے کہ وہ قول فیصل ہو۔ اور شک وشبہات کو دور کرکے انسان کے لیے ایک صراط مستقیم پیش کرے۔ بیشک خدائی کلام اندھیرے میں روشنی کا ایک مینار ہوتا ہے۔ جس سے ٹھوکر کھانے والے راہ پاتے ہیں۔

مگر اب وید مقدس کے اس اول ہی منتر پر یہ سوال ہے کہ جب ہم اگ کہتے ہیں تو سو فیصدی یہی سمجھتے ہیں کہ اگ سے مراد یہی عام آگ ہے کوئی بھی شخص آگ سے مراد الیشور نہیں لیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب سے ویدوں کا ظہور ہوا ہے سوائے سوامی دیانند صاحب کے اور کسی نے بھی آگ سے مراد الیشور نہیں لیے بلکہ سب شارحین وید آگ سے مراد عام آگ ہی لیتے چلے آئے ہیں اور نہ ہی وید میں کہیں لکھا ہے کہ الیشور کے کلام میں "آگ" سے مراد الیشور ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بھی کسی حد تک بات بن سکتی تھی مگر لفظ آگ کی کوئی تشریح نہیں کی گئی اور کیا عام اور کیا خاص گفتگو میں آگ سے مراد عام آگ کے ہی لیے جاتے ہیں تو دریں صورت اگر ظہور وید سے لیکر اسوقت تک ویدوں کے عقیدتمند آگ سے عام آگ ہی سمجھ کر پوجا کرتے چلے آئے ہیں۔ تو اس میں ان بیچاروں کا کیا قصور ہے؟

پھر اور ملاحظہ فرمایئے۔ یجروید ۱۲ ادھیائے منتر اول رچاوا چاپہ پدے منوجوہ پریدے ساملم پرائم پریدے چکشوہ شرو تم پریدے ..... سوامی دیانند صاحب نے اسکا ترجمہ یہ کیا ہے میں آگ کو زبان سے یجر کو دل سے سام کو دم سے حاصل کروں میری بینائی وشنوائی میں طاقت آئے اور میرے پران اپان بھی بنے رہیں۔

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ شنوائی اور بینائی اور پران واپان وغیرہ کے حاصل کرنے کے لیے کہا گیا ہے کیا الیشور جی تمہارا جی میں ان اشیاء کا نقص تھا جن کے حصول کے لیے یہ التجا کی گئی اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہ بندوں کے لیے ہے۔ اور "ای ماشیو" یعنی اے انسانوں کا لفظ خارج کیا گیا ہے تو پھر وید مقدس میں یہ نقص ماننا پڑے گا اور خدائی کلام کی فصاحت وبلاغت سے یہ بات بعید ہے کہ کلام ایسا مہمل ہو کہ ایک پڑھنے والے کو اس میں شبہ پڑ جائے۔ کہ اس کا خلاق خداوند تعالیٰ کی ذات پاک یا انسانوں پر اور دوم یہ جگہ رگ وید سام وید اور یجروید کا نام تو لیا گیا ہے کہ وید چار ہیں یا تین اگر چار ہیں تو اس جگہ اتھروید کا نام کیوں نہیں لیا گیا۔ اگر تین ہیں تو پھر چار کا دعویٰ کیوں کیا جاتا ہے۔ کیا کوئی آریہ دوست اسپر روشنی ڈالے گا؟۔

پھر رگوید منڈل ۲ سکت ۶۲ منتر ۱ سام وید پرپاٹھک ۶ اتولاک ۱۲ ادھیائے ۱۳ کھنڈ نمبر ۱۰ اور یجروید کا ستری منتر

"بھور بھوہ سوہ تت سوہ تینور درنیم بھرگودیو سے دھی سہی دھیو یونہ پرچودیات" یہ گایتری منتر ہے۔

اول تو اوم جو ہمارے آریہ دوستوں کے نزدیک الیشور کا ذاتی نام ہے۔ گایتری میں داخل نہیں بلکہ یجروید میں بھی نہیں ہے۔ علاوہ سوامی دیانند کے وید کے اور سب مفسرین یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ جہاں اوم لکھا ہو وہاں برہما وشن اور مہیش سے مراد ہوتی ہے کیونکہ یہ تریمورتی دیوتاؤں کی علامت ہے اور باقی منتر کے معنی محققین نے یہ کیے ہیں کہ زمین سرگ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے ہیں وہ روشن سورج ہماری عقلوں کی رہنمائی کرے۔ شنکر آچاریہ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت یا شودر اس منتر کو پڑھے تو وہ نرک کو جاتا ہے یعنی سوائے برہمنوں کے اور کوئی اس وید منتر کے پڑھنے کا حق نہیں رکھتا

اب اس میں دو امور قابل غور ہیں۔ اول تو یہ کہ اس جگہ سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرکے اس سے رہنمائی کرنے کی پرارتھنا کی گئی ہے۔ حالانکہ سورج کسی کی کیا رہنمائی کرسکتا رہنمائی کا ذریعہ تو خدا کی ذات ہے۔ اور یا جو اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہوں۔ ورنہ اس کے علاوہ چاند سورج وغیرہ بھلا کیا رہنمائی کرسکتے ہیں تو پھر خدا کی کیا ضرورت ہاں اگر آگ کیطرح چاند سورج سے مراد الیشور لیجائے تو پھر دوسری بات ہے۔

دوم یہ شرط لگانی کہ سوائے برہمنوں کے کوئی اس منتر کو پڑھ ہی نہیں سکتا۔ یہ خدائی شان سے بعید ہے۔ خدا کے کلام میں منجملہ اور خوبیوں کے ایک یہ بھی خوبی ہوتی ہے کہ اسکی تعلیم سب پر یکساں اثر کرتی ہے۔

خدا کی رحمت برہمنوں شودروں مردوں عورتوں سب کے لیے یکساں ہے۔ پھر رگوید پہلی منڈل ۱۱۵ باون کا پہلا منتر ملاحظہ ہو۔

تیم سوتیم مہیا ہرویدم شتم یسے سوبھوہ ساک میرتے .....

---

۴ مراتھر وید کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ اب آریہ صاحبان سے یہ سوال ہے کہ

اسٹر لچھمن داس نے اسکا یہ ترجمہ کیا ہے۔ اس منتر ڈھی کی بخوبی پوجا کرو۔ جو آسمانوں کو ہویدا کرتا ہے جس کی تعریف میں سینکڑوں سچاری بدل مصروف ہیں میں اندر کے منتر پڑھکر اپنی حفاظت کے لیے رتھ میں سوار ہونیکو وہ رتھ کو چلاتا ہوں ایک گھوڑے کی طرح یہ بیچ میں جلدی سے آتا ہے منت کرتا ہوں"

اب اس جگہ الیشور کی ذات کا تو کہیں ذکر نہیں البتہ منتر ڈھی کی پوجا اور اندر کے منتروں کی ضرور تعریف کی گئی ہے۔ اب ان امور کو معرفت الٰہی سے کیا واسطہ۔ ہم اسکی تفصیل سے عاجز ہیں۔

پھر ستیارتھ پرکاش میں سام وید کا حوالہ دیکر سوامی دیانند صاحب لکھتے ہیں۔

انگا ونگا تسم بھوسے ہردیادھی جائے سے + آتماوے پوترنامکی سجیو شردھا ششم"

ترجمہ = اے بیٹی تو ہر اعضاء سے پیدا ہوئی۔ . . دل سے پیدا ہوئی اس لیے تو میری روح ہے مجھ سے پہلے مت مر سو برس تک جی"

کیا الیشور کی اولاد بھی ہوا کرتی ہے اور انسانی اعضاء کی طرح الیشور بھی اپنے اعضاء رکھتا ہے اور اس منتر میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ تو مجھ سے پہلے مت مر حالانکہ الیشور کی ذات موت اور فنا سے پاک ہے اس لیے معلوم ہوا کہ الیشور کا یہ کلام نہیں اگر یہ کہا جاوے کہ بندوں کو مخاطب کرکے یہ ہدایت کی گئی ہے تو اس منتر میں اسکا کوئی ذکر اور اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ خدا کا کلام مبرہن اور واضح ہونا چاہیئے جس میں شک اور شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

تازہ بشارت ایک اور نومسلمہ

جناب عبدالمجید عرب مولوی فاضل لندن سے لکھتے ہیں الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ایک انگریزی خاتون نے حضرت مولانا المکرم مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا حضرت نے اسکا نام نور مجید تجویز کیا ہے پہلا انگریزی نام مس پارک تھا۔ اسکی درخواست بیعت بحضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ برائے شرف قبولیت بھیج دی گئی ہے۔

پچھلے اتوار کو مفتی صاحب کا لیکچر لنڈن میں اسلامی نماز کی خوبیوں پر ہوا۔ اس سے پہلے اتوار کو جناب قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے کا لیکچر تائید اسلام میں ہوا تھا۔ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ستیہ دھرم پرچارک "پھر غور کرے"

(از ندرت قلم مولوی محفوظ الحق صاحب علمی)

نور کے کسی گذشتہ پرچہ میں ہم نے ستیارتھ پرکاش کے ایک وسوسہ کا ازالہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ لفظ "دین" کے معنی اضداد نہیں ہیں بلکہ جزا کے ہیں۔ اسپر اخبار ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۱۶ مارچ میں کچھ خامہ فرسائی کی گئی جس کا جواب ہماری جانب سے نور میں شائع ہوا جس کا عنوان یہ تھا کہ "ستیہ دھرم پرچارک سچ کہے" نیز ستیہ دھرم پرچارک نے لکھا تھا کہ قیامت خدا اور فرشتے روحوں کو باندھ کر لاویں گے۔ ہم نے پوچھا کہ ستیہ دھرم پرچارک بتائے کہ یہ مضمون قرآن شریف میں کہاں ہے۔

چنانچہ ۱۰ مئی ۱۹۱۹ء کے اشاعت میں ستیہ دھرم پرچارک ہمارے جواب میں کچھ گل فشانی کرتا ہے جسکا نمونہ قارئین کرام ذیل میں ملاحظہ فرمائیں جس کے اظہار کے لیے ہم چار جانب سے چار ذریعوں سے روشنی ڈالتے ہیں تاکہ سچائی کے نور سے ستیہ دھرم پرچارک کی آنکھیں کھل جائیں۔ اور وہ ٹھنڈے دل سے پھر غور کرے اور فائدہ اٹھائے۔

(۱) ستیہ دھرم پرچارک کا اقرار

ستیہ دھرم پرچارک نے لکھا تھا کہ قیامت میں "خدا اور فرشتے روحوں کو باندھ کر لاویں گے" ہمنے اسپر مطالبہ کرتے ہوئے لکھا کہ ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک بتلاویں کہ یہ قرآن میں کہاں لکھا ہوا ہے سورت و آیت کا حوالہ دیکر جواب دیں چنانچہ ہمیں افسوس اور سخت افسوس ہے کہ جس طرح سوامی دیانند جی غیر معتبر ترجمہ لکھ کر قرآنی آیتوں پر فضول اعتراضات کئے جنکو وہ سمجھتے تھے کہ قرآن شریف پر اعتراضات ہیں اسی طرح انکے گروہ نے بھی وہی چال اختیار کی ہے اور ایسی رنگ کی غلطیوں سے وہ سچائی پر حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ستیہ دھرم پرچارک نے جو لکھا تھا کہ قیامت میں

KHUDAM-UL-HADEES LIBRARY

اسکے متعلق دو باتیں ہم کہتے ہیں ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک خوب غور کریں۔

پہلی بات یہ ہے کہ ہمنے جو پہلے کہا اب بھی وہی کہتے ہیں کہ سوامی جی نے لفظ دین کے معنی انصاف کے غلط کیے اور اس لفظی غلطی کا ارتکاب کر کے وہ ایک معنوی غلطی میں بھی مبتلا ہوئے ہیں آپ یاد رکھیں کہ لفظ دین کے معنی لغت میں کہیں انصاف نہیں لکھے۔ پھر سوامی جی کو یا آپ کو کیا حق ہے۔ کہ اس کے ایسے معنی کریں جو لغت میں نہیں پس لفظ دین کے معنی انصاف کرنا غلطی ہے اور ایک لغوی غلطی ہے

دوسری بات۔ یہ ہے کہ آپ نے نظر کو باریک نہیں کیا جو آپ فرمائے جاتے ہیں کہ

"بدلہ اور جزا اور انصاف سب کا مطلب ایک ہی"

آپ پھر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ بدلہ اور جزا اور انصاف سب کا مطلب ایک نہیں ہے۔ گو انصاف پر جزا اور بدلہ موقوف ہے۔ مگر جزا اور انصاف ایک ہرگز نہیں۔ دیکھو پہلے انصاف کیا جاتا ہے اسکے بعد جزا اور بدلہ ملتا ہے۔ پس جزا اور بدلہ انصاف پر موقوف ہے پہلے انصاف ہو لے تب جزا اور بدلہ دیا جاتا ہے۔ پھر سب ایک کس طرح ہیں انصاف کا نتیجہ جزا اور بدلہ ہیں نہ کہ انصاف اور جزا ایک ہی ہیں۔ کیا دلیل اور نتیجہ ایک ہی ہیں۔ کیا مجسٹریٹ کا حکم سنانا اور مجرم کا جرم کی سزا پانا بعینہ ایک ہوتا ہے بلکہ حکم سنانا الگ ہے جس کے بعد مجرم کو بدلہ یا سزا ملتی ہے۔ اسی طرح انصاف اور جزا ایک نہیں۔

ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک باریک نظر عقل سے دیکھیں تو اس نکتہ کو سمجھ جائینگے ورنہ تعصب اور ضد ایک فہیم اور زیرک انسان کو بھی کہیں کا کہیں پہنچا دیتی ہے

صبانۃ فی القبح مثل شیوحہ
وشیوخہ فی العقل کالصبیانِ

۳ ستیہ دھرم پرچارک کا فرار

جب ہم نے سوامی جی کی یہ لفظی غلطی کھولدی کہ انھوں نے لفظ دین کے معنی انصاف کے لکھے ہیں اور غلط لکھے ہیں اور اسپر اعتراض بھی غلط کیا ہے۔ یوم الدین کے معنی روز جزا ہیں اور جزا اور سزا کے ہر ایک دن کا مالک خدا ہے اور قیامت کا دن بھی ایک دن ہے۔ جس میں جزا سزا ہوگی اور اس کا مالک بھی خدا ہے۔ ہمارے ان بیانات سے گھبرا کر ستیہ دھرم پرچارک ایک نئی راہِ فرار اختیار کرتا ہے اور بالکل بیرونی ایک سوال کرتا ہے۔ جو نہ سوامی جی نے کیا نہ خود ستیہ دھرم پرچارک کو پہلے سوجھا وہ لکھتا ہے۔

"ہر نئو پرشن (سوال) تو یہ ہے کہ جب یوم الدین کے ارتھ جزا اور سزا کا دن ہے اور وہ ہر سمہ (وقت) پر ہوتا ہے تو وہ سورج کے پیٹنے اور آسمان کی کھال اُتارنے والا فضی دن کون سا ہے اور کسکا ارتھ کرو گے اس کا تو کہیں نشان نہیں ملتا۔"

یہ سوال کہتا ہے کہ یوم الدین کے معنی جزا اور سزا کا دن ہیں تو سورج پیٹنے آسمان کی کھال اُتارنے والا دن مگتوں ہے اور اس لفظ کے یہ معنی کہاں ہیں اس کا تو کہیں نشان نہیں ہے۔ سو مہاشہ جی کہتے ہیں کہ سورج کے پیٹنے اور آسمان کی کھال اتارنے کے معنی کہاں ہیں اور اس سے اس لفظ یوم الدین میں کسطرح یہ مطلب نکالو گے"، ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ مہاشہ جی نے اصل بحث کو چھوڑ دیا اور جس طرح سوامی جی کا اعتراض ہمارے بیان سے اکھڑ گیا۔ اسی طرح ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔ اور انھوں نے ایک نئی راہ پر قرار کرنے کا ارادہ کیا ہے پہلے اصل بحث میں سوال یہ تو نہ تھا کہ سورج کے پیٹنے اور آسمان کی کھال اُتارنے ..... کا کہاں ذکر ہے۔ اور کس کا ارتھ (مطلب) کیا جاتا ہے۔ پھر نہایت افسوس اور تعجب یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک اس مضمون کو لکھتے ہوئے اپنے پہلے مضمون کو فراموش کر گئے کیونکہ جو سوال کہ اب وہ کرتے ہیں کہ سورج کے پیٹنے اور آسمان کی کھال اتارنے کا ذکر کہاں ہے اور یہ کس کا ارتھ (مطلب) کرو گے"، اس کا جواب تو وہ خود اپنے قلم سے لکھ چکے ہیں ۲۶ مارچ کے ستیہ دھرم پرچارک میں پہلے ہی شائع کر چکے ہیں کہ

"ہر نئو یوں مت کہتا ہے کہ ایک دن قیامت کا آویگا تر شنکھ پھونکا جاویگا۔ آسمان کی کھال اُتاری جاویگی۔ آسمان پھٹ جاوے اور چاند کو اکٹھا کیا جاویگا سورج لپیٹا جاوے الخ اسکی پہلے ایک سطروں کے بعد اسی مضمون کی بابت ایڈیٹر صاحب ستیہ دھرم پرچارک نے یہ لکھا تھا "کہ یہ دن بیسیوں ستھانوں میں بار بار قرآن میں آتا ہے ایک دشٹکہ (علیحدہ) سورت قیامت کی ہے اور اسی کو نیائے کا دن لابھ کیا گیا ہے"

سو حیرت ہے کہ مہاشہ جی جس دن کو پہلے بیسیوں ستھانوں میں قرآن میں بار بار آیا دیکھ چکے ہیں اب اس کی بابت کیسے بھولے پن سے کہتے ہیں کہ یہ "کس کا ارتھ کرو گے اس کا تو کہیں نشان نہیں ملتا" پھر افسوس کرتا ہوں کہ مہاشہ جی جس مضمون کو بیسیوں بار بار قرآن میں آیا دیکھ چکے اور شائع کر چکے اب کہتے ہیں کہ اسکا تو کہیں نشان نہیں مل سکتا۔ آہ یہ کیسی چال ہے۔ اب کیوں اسے کترا کر جان چھڑاتے ہیں لیکن ایک حق پرست کی آنکھ میں وہ خاک نہیں ڈال سکتے۔ ہم انکی مخفی در مخفی چال کو تاڑ سکتے ہیں (انشاء اللہ)

پنج کر نگہ شوق سے کترا کے چلے ہو
ہم خوب سمجھتے ہیں یہ انداز تمہارے

۴ ستیہ دھرم پرچارک گرفتار

ہم نے اصل پہلے مضمون میں لکھا تھا کہ جو کوئی نیک کام کرتا ہے بعوقت اسکا بدلہ ملتا ہے وہ خدا ہی کے منہ سے سنتا ہے اس طرح ہر جزا کے دن کا وہی مالک ہے پھر اب ۱۰ مئی کے پرچہ میں ستیہ دھرم پرچارک نے ہمارے جواب کے الفاظ یوں نقل کئے ہیں۔

جسوقت کام کا بدلہ ملتا ہے وہی یوم الدین ہے اور الیشور اسطرح ہر جزا کے دن کا مالک ہے

آگے چلکر اپنے سوال میں ہمارے قول کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جب یوم الدین کا ارتھ جزا اور سزا کا دن ہے اور وہ ہر سمہ (وقت) پر ہوتا ہے۔ ہمارے قول سے مہاشہ جی یہ سمجھ چکے ہیں کہ جزا سزا ہر سمہ ہو رہا ہے۔ پھر لطیفہ ملاحظہ ہو مہاشہ جی اس ۱۰ مئی کے پرچہ میں لکھتے ہیں "آشا (مطلب) انصاف کا دن کہنے سے وہی ہے جو جزا اور بدلہ کا دن کہنے سے تو قرآن کا اعتراض (اعتراض) سے بچنا کب سمجھو (ممکن) ہے کیونکہ سوامی جی آپ کے مانے ہوئے ارتھ (مطلب) پر بھی کہہ سکتے ہیں کہ کیا خدا نت جزا سزا نہیں دیتا۔"

میں کہتا ہوں

(۱) سوامی جی ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ تو اس دنیا میں نہیں ہیں

(۲) جب ہم نے کہدیا کہ یوم الدین جزا سزا کا دن ہے اور وہ ہر سمہ ہو رہا ہے۔ تو سوامی جی کو ایسی ضدی کیا ضرورت پڑی کہ وہ یہ سنکر بھی کہدیں کہ خدا ہمیشہ سزا نہیں دیتا ہے

(۳) آپ ایک بات بار بار لکھکر بھول جاتے ہیں خود ہمارے ہی ایسے الفاظ نقل کرتے ہیں کہ جن کو دیکھتے ہوئے آپ یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ خدا نت جزا سزا نہیں دیتا۔ کہ آپ خود ہمارے قول سے یہ سمجھکر لکھ بھی چکے ہیں ۴

۴ یوم الدین جزا سزا کا دن ہے اور وہ ہر سمہ (ہر وقت) ہو رہا ہے۔ اس کے بعد یہ سوال کب ہو سکتا ہے کہ کیا خدا ہمیشہ جزا سزا نہیں دیتا اس مضمون میں بھی آپ اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہاتھ کاٹ رہے ہیں۔ اور اپنے ہی لکھے ہوئے مضمون کے پھندے میں پھنس رہے ہیں۔ آہ ہم کیا کریں۔ خدا آپ کو ایسے گورکھ دھندے سے نکالے۔

KHILAFAT LIBRARY

مسلمانوں کا سلوک سکھوں کے ساتھ

از قلم مہاتما ستیہ دھاری جی

گذشتہ سے آگے

گورو گوبند صاحب کے قبائل اور بچوں وغیرہ کو تو سکھوں نے دریا سے پار کر دیا۔ اور خود لڑتے بھڑکے موضع چمکور پہنچے اور وہاں آکر ایک چار دیواری میں پناہ لی بادشاہی فوج نے وہاں بھی محاصرہ کر لیا۔ رات خاموشی سے گذری اور صبح ہوتے ہی لڑائی شروع ہو گئی اس لڑائی میں گورو گوبند سنگھ صاحب کے دونوں بڑے صاحبزادے جو اسوقت ہمراہ تھے شہید ہوئے اور بہت نقصان ہوا۔ دن تو جوں توں کر کے کاٹا۔ لیکن رات کو موقع پاکر چند سکھوں کے ہمراہ وہاں سے نکل آئے (مصنف تواریخ گورو خالصہ تو یوں لکھتا ہے کہ چار پانچ سکھوں نے باہر نکل کر باآواز بلند پکارا کہ "ہندوؤں کا پیر جاتا ہے۔ پکڑو"۔

چنانچہ رات کا وقت تھا۔ ایسی گھبراہٹ کی آواز سنکر تمام بادشاہی فوج اسطرف جھک پڑی۔ اور گورو صاحب دوسری طرف راستہ خالی پاکر نکل گئے۔ اور مصنف تاریخ پنجاب لکھتا ہے کہ گورو صاحب اپنی جگہ پر ایک ہم شبیہ سکھ کو بٹھلا کر خود پیادہ پا چھمی داڑھ کو تشریف لے گئے بہرحال وہاں سے نکل آنا یقینی ہے) رات کو چلتے رہے۔ اور صبح کے وقت متصل قصبہ بہلول پور پہنچے چونکہ دشمنوں کی فوج تعاقب میں تھی اور دن نمودار ہو گیا تھا۔ وہ لوگ ہر چہار طرف نظر آنے لگے چنانچہ اسوقت وہ ایک گھنے اور وسیع جنگل میں گھس گئے۔ اور وہیں آرام کیا۔

نبی خاں و غنی خاں افغان اور انکی قیمتی خدمات

پھر وہاں سے چلکر قصبہ چھمی داڑھ میں پہنچے اور ایک باغ میں ٹھہرے اس باغ کے مالک نبی خاں اور غنی خاں ہاں بطور سر آئے تو گورو صاحب کو دیکھکر ششدر رہ گئے کیونکہ کئی بار گورو صاحب نے ان سے گھوڑے خریدے تھے۔ اُن کی انسانیت اور شرافت نے یہ تقاضا نہ کیا کہ وہ اُن سے بدلہ کی کریں۔ بلکہ وفادار اور رحمدل پٹھان فوراً اُن کو اپنے مکان پر لیگئے اُن کو ایک سرمئی پوشاک پہنا دی۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ ہمارے پیر آئے ہیں (واقعی ہم انہوں نے بھی مسلمانوں کا بھیس اختیار کر لیا اور اس کام میں قاضی میر محمد خاں (جو کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے فارسی کے استاد تھے۔) اور گلاباں مسند نشین شریک اور رازداں تھا۔ ان لوگوں نے اس خیال سے کہ شاید اچھید کھل جائے اُن کو ایک چارپائی پر بٹھلا کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں لے جایا کرتے تھے) ملک مانوہ کی طرف چل پڑے اس دگار گروہ میں غنی خاں وغیرہ سب موجود تھے۔ اثناء راہ میں جس نے پوچھا۔ غنی خاں نے جواب دیا۔ کہ یہ اوچ کے پیر اور ہمارے مرشد ہیں۔ اسی طرح سراغ رسانوں اور شاہی فوج کے آدمیوں کو جواب دیتے اور اُن سے بچتے ہوئے ایک گاؤں سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے میں پہنچتے ہوئے۔ جٹ پور پہنچے۔ تو وہاں رائے کوٹ کے رئیس رائے کلہ (یہ شخص مسلمان تھا) نے اُن کو پہچان کر وہیں ٹھہرا لیا اونکی بہت خاطر و تواضع کی۔ اور چھوٹے صاحبزادوں کے قتل کی خبر بھی اسی نے اپنے خاص آدمی سرہند میں بھیج کر پہلے منگائی اور گورو صاحب کی خدمت میں ظاہر کی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ بوقت روانگی رائے کلہ نے ایک راس گھوڑا اور ایک نہایت ہی قیمتی قبضہ تلوار بھی بطور نذر کے پیش کیا۔

حاصل کلام گورو صاحب گاؤں بہ گاؤں قیام فرماتے ہوئے موضع دینا میں تشریف لے گئے۔ جہاں چودھری لکھمیر نے انکو اپنے ہاں ٹھہرایا اُن کی خاطر و تواضع دل و جان سے کی۔ اور اُن کی آمد کا حال سن کر مالوہ کے لوگ ہر چہار طرف سے نذر و نیاز لے کر آنے لگے۔ جن میں خاص دھرم چند اور پریم چند قابل ذکر ہیں کہ علاوہ بہت کچھ نقد و زر کے ایک عمدہ گھوڑا اور ایک قیمتی پوشاک نذر کی اور کچھ ہتھیار گورو ہرگوبند صاحب کیوقت کے اُن کو دیئے۔ اور اسی طرح بھگتو۔ بہلو اور بھول وغیرہ نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق نذریں پیش کیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں اُن کے پاس کثیر جماعت جمع ہو گئی۔

نواب شیر محمد خاں اور معصوم صاحبزادگان

جسوقت صوبہ سرہند کے دربار میں جانی خاں نے معصوم صاحبزادگان کو پیش کیا۔ تو اس میں شک نہیں کہ گنگا رام نمک حرام رسوئیے کی احسان فراموشی اور دیوان سچانند کھتری کی مخالفانہ رائے نے بہت برا نتیجہ پیدا کیا۔ یعنی معصوموں کیواسطے قتل عام کا حکم صادر کرایا گیا۔ یہ انھیں دو کمبختوں کی سیاہ دلی اور کمینہ پن کا نتیجہ تھا۔ اور وہ ہی قابل لعنت اور ملامت ہو سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ اول جن دو پٹھان مسلمانوں کو اُن کے قتل کے واسطے تجویز کیا گیا انھوں نے صاف انکار کر دیا کہ ہم ان معصوموں پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ اس میں کوئی بہادری نہیں۔ پھر نواب شیر محمد خاں نائب ناظر مالیر کوٹلہ والے نے کہا کہ میاں! سچ تو کہتے ہیں کہ ان معصوم بچوں کا کیا گناہ ہے۔ جو کچھ کیا ہے ان کے والد نے کیا ہے نیز نابالغ بچوں کا قتل خلاف شرع ہے۔

گورو صاحب کا خط بنام اورنگ زیب

موضع دینا ہی سے گورو گوبند سنگھ صاحب نے افسران بادشاہی کی عہد شکنی اور اپنے معصوم بچوں کی موت کا حال ایک فارسی نظم میں لکھکر اورنگ زیب بادشاہ کے پاس دہلی میں روانہ کیا جس کا جواب آپ کو موضع سابوئی تلونڈی میں ملا۔ بادشاہ کا جواب نہایت معقول تھا۔ جس میں غلطی کی معافی مانگی ہوئی تھی۔ اور یہ درج تھا کہ میں نے کل حاکمان پنجاب کے نام فرمان جاری کر دیئے ہیں۔ اور امید ہے کہ آپ کا آئندہ کوئی مقابلہ نہیں کریگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ پھر گورو صاحب پر بادشاہ کی طرف سے اسکی زندگی میں کبھی فوج کشی نہیں ہوئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لڑائیوں کی وجہ مذہبی تفریق نہ تھی بلکہ کوئی غلط فہمی اور ذاتی اغراض تھیں۔

احمد شاہ ابدالی

احمد شاہ ابدالی کو پنجاب میں مرہٹوں کی آمد کا حال معلوم ہوا تو اس نے پھر چھٹی دفعہ سمت ۱۸۱۲ بکرمی میں

KHILAFAT LIBRARY

۱۹۰۷ء کی باسمتی ۱۹۱۷ء کے دسترخوان پر

حیرت ہو کہ:

وہ صفات جو خدا میں ہیں ہر اور اختیار میں تسلیم کرلیں۔ میں بڑے دعوے کیساتھ کہتا ہوں کہ وہ ہماری آواز نہیں سنتے اور اس کا جواب نہیں دیتے۔ دیکھو حضرت امام حسین رضؓ ایک گھنٹہ میں ۷۲ آدمی شہید ہو گئے اُسوقت آپ سخت تزعہ میں تھے۔ اب طبعًا ہر ایک شخص کا کانشنس گواہی دیتا ہے کہ وہ اسوقت جبکہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوں گے کہ اس مشکل سے نجات ملجاوے۔ لیکن وہ دعا قبول نہ ہوئی منشاء الٰہی کے خلاف تھی۔ اور قضاء و قدر اسکے مخالف تھے۔ اس لیے وہ اسی جگہ شہید ہو گئے اگر ان کے قبضہ اختیار میں کوئی بات ہوتی تو انھوں نے کونسا دقیقہ اپنے بچاؤ کے لیے اٹھا رکھا تھا مگر کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قضاء و قدر کا سارا معاملہ اور تصرف تام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے جو اس قدر ذخیرہ قدرت کا رکھتا ہے اور حی و قیوم ہے اسکو چھوڑ کر مردوں اور عاجز بندوں کی قبروں پر جاکر اون سے مرادیں مانگتا ہے۔ اس سے بڑھکر بے نصیب کون ہو سکتا ہے؟ انسان کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے۔ ایک ہی دل ہے وہ دو جگہ محبت نہیں کر سکتا اس لیے اگر کوئی زندوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتا ہے۔ وہ حفظ مراتب نہیں کرسکتا۔ اسلیئے اگر کوئی زندوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتا ہے وحفظ مراتب نہیں کرتا۔ یہ بات مشہور رہے ؎

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو۔ اور انسان کو انسان کا مرتبہ دو۔ اس سے آگے مت بڑھاؤ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ حفظ مراتب نہیں کیا جاتا۔ زندہ مردہ کی تفریق نہیں رہی۔ بلکہ انسان عاجز اور خدائے قادر میں بھی کوئی فرق اس زمانہ میں نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ خدا نے مجھپر ظاہر کیا ہے۔ صدیوں سے خدا تعالیٰ کا قدر نہیں پہچانا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت عاجز بندوں اور بے قدر چیزوں کو دیگئی۔

مجھے تعجب آتا ہے اُن لوگوں پر جو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن باوجود مسلمان کہلانے کے خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اسکی صفات میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کو جو ایک عاجز انسان تھا اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوئے ہوتے تو انکی رسالت بھی ثابت نہ ہوتی لیکن عیسائیوں کے اثر سے متاثر ہو کر مسلمان بھی ان کو خدائی درجہ دینے میں پیچھے نہیں رہے کیونکہ جیسا کہ وہ صاف مانتے ہیں کہ آنتک حی و قیوم ہے اور زمانہ کا کوئی اثر اسپر نہیں ہوا۔ آسمان پر موجود ہے۔ مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا۔ جانوروں کو پیدا کیا کرتا تھا۔ غیب جاننے والا تھا۔ پھر اسکے خدا بنانے میں کیا باقی رہا افسوس مسلمانوں کی عقل ماری گئی جو ایک خدا ماننے والے تھے وہ اب ایک انسان کو خدا سمجھتے۔ خدائی صفات دیتے ہیں اور ان خداؤں کا تو شمار نہیں جو مردہ پرستوں اور مزار پرستوں نے بنائے ہوئے ہیں الیسی حالت اور صورت میں خدا تعالیٰ کی غیرت نے یہ تقاضا کیا ہے کہ مردوں میں ایک امتیاز قائم کرکے دنیا کو حقیقی خدا کے سامنے سجدہ کرایا جاوے

اسی غرض کے لیے مجھے اُسنے بھیجا اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے

یاد رکھو کہ انبیاء علیہم السلام کو شرف اور رتبہ ملا وہ صرف اسی بات سے ملا ہے کہ انھوں نے حقیقی خدا کو پہچانا اور اس کی قدر کی اسی ایک ذات کے حضور انھوں نے اپنی ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان کیا۔ کسی مردہ مزار پر بیٹھکر انھوں نے مرادیں نہیں مانگی ہیں ؎

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے عظیم الشان نبی تھے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور ان کا کتنا بڑا درجہ اور مرتبہ تھا۔ اب اگر آں حضرت صلعم بجائے خدا تعالیٰ کے حضور گرنے کے ابراہیم کو پوجا کرتے تو کیا ہوتا کیا وہ آپکو اعلیٰ درجہ کی مراتب مل سکتے جواب ملے ہیں؟ کبھی نہیں پھر جبکہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بزرگ بھی تھے۔ اور آپنے انکی قبر پر جاکر بیٹھ کر کچھ نہیں مانگا۔ اور نہ کسی اور قبر پر جاکر آپ نے اپنی کوئی حاجت پیش کی۔ تو یہ کس قدر بیوقوفی اور بیدینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جاکر اُن سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ اگر قبروں سے کچھ مل سکتا تو اس کے لیے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں سے مانگتے۔ مگر نہیں مردہ اور زندہ میں جسقدر فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی مخلوق اور ہستی نہیں ہے جس کی طرف انسان توجہ کرے اور اس سے کچھ مانگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکسا ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عشق محمد علیٰ ربہ یعنی محمد اپنے رب پر عاشق ہو گیا صلے اللہ علیہ وسلم۔ حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کو جو شرف ملا اور جو نعمت حاصل ہوئی وہ اسی وجہ سے اور اگر کوئی پا سکتا ہے تو اسی ایک راہ سے پا سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑا اور قوم اور برادری کی کچھ پرواہ نہ کی۔ خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ سارا دنیا جانتی ہے جس مکہ سے آپ نکالے گئے تھے اُسی مکہ میں ایک شہنشاہ کی شان اور حیثیت سے داخل ہوئے قوم اور برادری سے آپکی طرف سے کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہیں چھوڑا لیکن جب خدا ساتھ تھا وہ کچھ بگاڑ نہ سکے۔ میں یقینًا جانتا ہوں اور نبیوں اور رسولوں کی زندگی اس پر گواہ ہے کہ وہ چونکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس لیے وہ نہیں مرتے جبتک کہ ان کی مرادیں پوری نہ ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو لیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں دنیا کے لیے تھیں بلکہ آپ کی دعائیں یہ تھیں کہ بت پرستی دور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو اور یہ انقلاب عظیم میں دیکھلوں کہ جہاں ہزارہا بت پوجے جاتے ہیں۔ وہاں ایک خدا کی پرستش ہو پھر تم خود ہی سوچو اور مکہ کے اس انقلاب کو دیکھو کہ جہاں بت پرستی کا اس قدر چرچا تھا کہ ہر ایک گھر میں بت رکھا ہوا تھا آپکی زندگی میں ہی سارا مکہ مسلمان ہو گیا۔ اور اُن بتوں کے پجاریوں ہی نے انکو توڑا اور انکی مذمت کی یہ حیرت انگیز کامیابی یہ عظیم الشان کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے پیارے صلعم نے کر دکھایا۔ یہ کامیابی آپ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسی اور اللہ تعالیٰ کے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا ؎

(باقی پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ)

نئی کتاب ۷۸۶ ایک نئی کتاب

بابو نانک رحمۃ اللہ کا مذہب

یہ بالکل نئی غلطی نامہ کتاب ایڈیٹر نور کی تازہ ترین تصنیف ہے یہ کتاب کیا ہے سمجھو کہ دریا کوزہ میں بند کیا ہے اسکے قبل سکھ مذہب کے متعلق کوئی ایسی نادر اور جامع کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ قابل قدر تصنیف صدیوں کے بچھڑے ہوئے سکھ بھائیوں کے تمام گلے دور کرکے گلے ملانیوالی ہے یہ کتاب ذہبی لٹریچر میں ایک نادر اور مفید ترین اضافہ ہے مجھے اس کتاب کے تیار کرنے میں اتنی خوشی ہوئی ہے جتنی کہ ایک بیمار کو تندرست ہوجانے اور ایک غریب کو دولت ملنے کی ملتی ہے ایک کسان کو وقت پر بارش ہونے کے اور ایک جرنیل کو فتح پانے کے بعد جس قدر خوشی حاصل ہوتی ہے اس کتاب کے تیار کرنے کے لیے بلا مبالغہ مجھے پانچ سال سے بھی زیادہ اوراق پر دیدہ ریزی کرنا پڑی ہے اس کتاب کے دوسرے ضخیم فہرست مضامین پر نظر ڈالنے سے ہی آپ پکار اٹھینگے کہ بلا شبہ اسکی تیاری کے لیے کمال محنت اور دیدہ ریزی سے کام لینا پڑا ہے۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ نہایت اعلیٰ قیمت صرف مجلد عمدہ بابا مجلد عمدہ

بقیہ مضمون صفحہ (۱)

(۱۵) روزوں میں جھوٹ اور زیادہ بولنے اور دنیاوی خواہشات کی طرف رغبت کرنے کی ممانعت ہے جھوٹ بولنے۔ چوری کرنے اور بدکاری سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۶) کوئی شخص جبراً کسی کے منہ میں کوئی کھانے پینے کی چیز ڈالدے تو روزہ توڑ دے اور اپنے منہ میں کھالے۔

تراویح :۔ نماز تراویح سنت موکدہ ہے۔ نماز عشاء کے بعد وتروں سے پہلے رکعت چار چار رکعت کرکے یا دو رکعت کرکے جماعت سے زیادہ ثواب ہے ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر تسبیحات پڑھے۔ تراویح میں قرآن شریف سننا اعلیٰ ثواب کا موجب ہے بعض ۲۰ رکعت پڑھتے ہیں۔

اعتکاف :۔ مسجد میں بیٹھے رہنے کو کہتے ہیں۔ روزہ دار کو مناسب ہے کہ آخری دس دن میں اعتکاف کرے بغیر حاجت بول براز یا نماز جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ دن رات ذکر و فکر میں غرق رہے۔ اعتکاف میں جماع کرنا فاسد کر دیتا ہے۔

صدقہ عید الفطر :۔ عید الفطر کی نماز سے پہلے صاحب زکوٰۃ کو صدقہ فطر دینا واجب ہے صدقہ فطر ہے گھر کے تمام آدمیوں کی طرف سے فی آدمی دو سیر گندم یا چار چار سیر جو فقراء اور مساکین و محتاجوں کو دیے جائیں۔

عید الفطر :۔ عید الفطر کے دن پہلے کچھ کھانا کھاوے مسواک کرے۔ خوشبو ملے۔ اچھے کپڑے پہنے اور تکبیر پڑھتا ہوا آہستہ آہستہ عیدگاہ کو جاوے پہلے دو رکعت نماز سنت باجماعت پڑھکر خطبہ سنے اور خطبہ کے بعد دوسرے راستہ سے تکبیر پڑھتا ہوا گھر کو واپس ہو۔ عید الفطر کا وقت ۹ بجے سے لیکر ۱۲ بجے سے پہلے تک ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

خضری عرق

یہ عرق واقعی خضری عرق اعجاز نما دوا ہے۔ دوا نہیں بلکہ حکیم اور ڈاکٹر ہے دیکھنے میں ایک چھوٹی سی شیشی ہے لیکن فائدہ کے اعتبار سے گویا ایک عالیشان دواخانہ ہے۔ اس شیشی کے ہوتے دواں کے بھاری بکس بیکار ہیں۔ یہ ایسی کارآمد اور قیمتی دوا ہے کہ اس کی ایک شیشی ہر ایک گھر میں۔ اور ہر ایک مسافر کی جیب میں ہونی ضروری ہے۔

خضری عرق کی یہ چھوٹی سی شیشی سینکڑوں بیماروں کو آناً فاناً صحت کر دیتی ہے۔ ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد۔ دانت۔ ڈاڑھ کا درد۔ پیٹ کا درد۔ سر کا درد۔ اور بدہضمی کی یہ قیمتی دوا ہے۔ یہاں تک کہ یہ عرق۔ ہیضہ۔ طاعون۔ پلیگ کی بھی تیر بہدف دوا ہے غرض کوئی بیماری ہو اسے یونہی دیدو اور قدرت کا

تماشہ دیکھو!

عرق خضری ناگہانی آفات۔ جل جانے چوٹ لگنے۔ کہ جانے

موذی جانوروں (سانپ بچھو) کے دس بیس کاٹے بھی فوری علاج ہے

ہیضہ و عرق واقعی ایک نہایت قابل قدر دوا ہے۔ اگر گھر میں اسکی ایک شیشی ہو تو کسی وقت گھر کے کسی آدمی کے کام آسکتی ہے خضری عرق اچانک پیدا ہو جانے والی بیماریوں کو اور امراض کے دورہ کو روک دیتا ہے۔ پہلے یہ بات بطور اصول بیان کی جاچکی ہے کہ ایک ہی دوا مختلف مرضوں کو دور نہیں کر سکتی۔ لیکن عرق خضری نے اس قاعدہ کو توڑ دیا یہ عرق اندرونی اور بیرونی تمام بیماریوں کو دفع کر دیتا ہے

پھر لطف یہ!!

کہ کھایا بھی جاتا ہے اور لگایا بھی جاتا ہے۔ ماشہ۔ رتی دوا استعمال ہوتی ہے۔ اور اس میں نقصان دینے والا یا شبہ کوئی جزو شامل نہیں ہے

خضری عرق جس نے ایک مرتبہ آزمایا۔ اس نے ہمیشہ کے لیے اپنا رفیق بنایا اور ہمیشہ کے لیے اس کا خریدار بن گیا۔ الغرض یہ دوا خدا تعالیٰ حکمت بالغہ کا ایک نمونہ ہے زیادہ تعریف فضول ہے جب آپ اسکو استعمال کرینگے۔ اسکا فائدہ خود بخود ظاہر ہو جائیگا

قیمت فی شیشی علاوہ محصول ڈاک ..... عہ

پتہ

ایم فیروز الدین انور خاں قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

(باہتمام شیخ محمد نصیب مینیجر پریس قادیان میں شیخ محمد یوسف کیلئے چھپکر شائع ہوا)